رئیس احمد جعفری

تراجم خصوصی

مسئلہ خلافت اور جمہور امت

ابوزہرہ نے اپنی کتاب المذاہب الاسلامیہ میں لکھا ہے کہ مسئلہ خلافت سے متعلق فرقِ اسلامیہ عام طور پر ۲ گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

علویوں کا مسلک یہ ہے کہ خلافت نبیؐ کی وراثت ہے جس کا سلسلہ از روئے وصیت برابر جاری ہے۔

دوسروں کا مسلک یہ ہے کہ خلافت کسی قید سے مقیّد نہیں ہے، بلکہ یہ منصب مطلق طور پر امّت کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے خلیفہ بنائے۔

جمہور کا مسلک اس باب میں اعتدال و توسط کا مظہر ہے۔

جمہور اس باب میں متفق ہیں کہ خلیفہ کو قرشی ہونا چاہیے۔ ثبوت میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ:

"امامت قریش کے لیے ہے۔"[1]

اس حدیث کو اصل بنا کر وہ اپنی تفکیر کی بنیاد قائم کرتے ہیں اور عملی طور پر اس کی تائید کرتے ہیں۔

اس جگہ پر صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ انتہا پسند اور غالی فرقوں کے افکار و آراء کا ہم ذکر کر دیں کہ ایک اس طرف گیا ہے، دوسرا یہ کہتا ہے، ضروری ہے کہ اس امر میں جو مبنی بر سیاست ہے

---

[1] الائمۃ من قریش

فقہائے اسلام کی رائے پیش نظر رکھی جائے کہ یہی دراصل درمیانی مسلک ہے جس کی تائید اخبار صحابہ سے ہوتی ہے۔ نیز قبل از افتراق دور بھی اسی کی تائید میں ہے۔

شرائطِ خلافت

جمہور علماء اس امر پر متفق ہیں کہ امام (خلیفہ) کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ :

۱۔ جمع و تنظیم ملت کی ذمہ داری انجام دے سکتا ہو۔

۲۔ حدود یعنی شرعی سزاؤں کو نافذ کرنے کی قدرت اور طاقت رکھتا ہو۔

۳۔ دولت مندوں سے زکوٰۃ وصول کر کے فقراء میں تقسیم کرنے کا زور رکھتا ہو۔

۴۔ حدود بلادِ اسلامی کی دشمن سے حفاظت کر سکتا ہو۔

۵۔ لوگوں کے معاملات و مسائل اور اختلافات و خصومات کا فیصلہ کر سکتا ہو۔ اس طرح کہ پھر کسی کو سر اٹھانے کا یارا نہ ہو۔

۶۔ وحدت کلمہ کا فریضہ انجام دے سکتا ہو۔

۷۔ احکام شرعی کی تعمیل دوسروں سے کرا سکتا ہو۔

۸۔ پراگندگی کو اجتماع سے، اور اختلاف کو اتحاد سے بدل سکتا ہو۔

۹۔ اور اس مدنیت کو قائم کر سکتا ہو جس کی اسلام نے ترغیب دی ہے۔

ان شروط پر مسلمانوں کا اتفاق تھا اور صدر تاریخ اسلام میں اس پر عمل درآمد بھی ہوا۔

جمہور امام (خلیفہ) کے لیے جن کم سے کم شرطوں پر متفق ہیں وہ چار ہیں :

۱۔ قرشیت	۲۔ بیعت
۳۔ شوریٰ	۴۔ عدالت

ان پر ہم الگ الگ گفتگو کریں گے۔

(باقی)